یادِ رفتگاں

مولانا عبد المجید فردوسی

مولانا خلیل احمد؛ حالات وخدمات

موت اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار اور فرار نہیں مگر علما کی موت عظیم سانحہ اور الم ناک حادثہ ہے جس کی تکلیف مدت تک محسوس ہوتی ہے۔ ایسے علما میں سے ہی ایک مولانا خلیل احمد تھے جن کی جدائی کا صدمہ تازہ تازہ ہے۔ مرحوم کے احوال اور زندگی کے کوائف حوالۂ قرطاس ہیں تاکہ ان کی یاد تازہ اور تابندہ رہے اور طلبہ اور نونہالانِ ملت استفادہ کر سکیں۔ ع

مرنے والا عزیز مر کر بھی زندہ رہتا ہے نیک یادوں سے

خاندان، ولادت اور ابتدائی تعلیم: قیامِ پاکستان کے وقت آپ کا خاندان موضع سنانہ روپڑ انبالہ ہندوستان سے ہجرت کر کے لیہ پنجاب چک نمبر ۱۲۵ TDA نڑکی میں رہائش پذیر ہوا۔ آپ کے والد صوفی محمد ابراہیم جبکہ دادا کا نام محمد شیخ انصاری تھا۔ ۱۹۴۷ء کے آخر میں خلیل احمد پیدا ہوئے۔ آپ چار بھائی تھے، وہیں دینی تعلیم اور ناظرہ قرآن مجید والد مرحوم سے پڑھا۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی، پھر لیہ شہر گورنمنٹ ہائی سکول میں مڈل کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد محترم متوسط درجہ کے عالم، تبلیغ کے دلدادہ اور بزرگ علمائے کرام کے تربیت یافتہ تھے۔ پنجابی اشعار خوب ازبر تھے۔ کافی عرصہ چوبارہ ضلع لیہ کی جامع مسجد اہل حدیث میں امام وخطیب رہے۔ روپڑی علما کی بہت عزت وتکریم اور ان کی دینی خدمات کا اعتراف کرتے۔

اوڈانوالہ درس میں داخلہ: حضرت صوفی محمد عبد اللہ (م ۱۹۷۵ء) کے رفیق خادم محترم مولانا یوسف سفیر کے بیٹے مولانا محمد داؤد کے ساتھ اوڈانوالہ آئے۔ ۲۴ جون ۱۹۶۲ء میں مدرسہ میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے مندرجہ ذیل اَساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی:

① مولانا محمد شمعون صمیم وہاڑی
② حضرت مولانا عبد الرشید اٹاروی
③ حضرت مولانا عبد الرشید راشد ہزاروی حفظہ اللہ
④ شیخ الادب حضرت مولانا عبد الصمد رؤف (متوفی ۲۰۰۵ء)
⑤ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب ملهوی (م ۱۹۸۱ء/۱۳۸۷ھ)

۱۹۶۷ء میں دورانِ تعلیم ہی دورۂ تفسیر حضرت مولانا محمد یعقوب بن مولانا نور محمد، گوجرہ کے

پاس مکمل کیا اور سند حاصل کی۔

طالب علمی کا دور: آپ کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ فہم اور حافظہ سے نوازا تھا، دورانِ تعلیم بہت محنتی، پابند، مطالعۂ کتب کے شائق، علما، اساتذۂ کرام کے فرمانبردار اور مؤدب تھے۔ اَساتذہ بھی آپ کا بہت خیال رکھتے۔ مدرسہ کے قواعد و ضوابط پر عمل درآمد کرتے۔ ۱۷ شعبان ۱۳۸۸ھ بمطابق ۸ نومبر ۱۹۶۸ء بروز جمعۃ المبارک کو آپ نے سندِ فراغت حاصل کی۔

آغاز تدریس: علومِ اسلامی خصوصاً علم حدیث میں مزید پختگی حاصل کرنے کے لیے جامعہ اسلامیہ، آبادی حاکم رائے گوجرانوالہ میں داخلہ کا پروگرام بنایا جہاں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی تفسیر، حدیث کا درس دیتے تھے۔ آپ کے ساتھ مولانا عبدالغفور، مولانا رفیع الدین فردوسی اور راقم الحروف عبدالمجید فردوسی بھی تھے۔ نصابی کتب حاصل کرلیں۔ حضرت مولانا ابوالبرکات احمد مدارسی کے قیمتی نصائح سے مستفید ہوئے، اسی دوران حضرت الاستاذ مولانا محمد یعقوب ملہوی اوڈانوالہ سے گوجرانوالہ تشریف لائے اور راقم الحروف اور مولانا خلیل احمد کو اوڈانوالہ لے آئے۔ جدید نظم و نسق کی تشکیل کے مراحل میں انہیں بھی مدرسے میں اُستاد مقرر کردیا گیا۔ یہ ۱۸ شوال المکرّم ۱۳۸۸ھ بمطابق ۸ جنوری ۱۹۶۹ء بروز بدھ کی بات ہے۔ ۷۵ روپے وظیفہ مقرر کیا گیا اور استاد صاحب نے فرمایا کہ جب میں نے ۱۹۴۶ء میں پڑھانا شروع کیا تھا، میری تنخواہ چالیس روپے تھی۔ اور استاذالاساتذہ حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق حسینوی کی ابتدا میں تنخواہ ۱۸ روپے اور ایک من گندم تھی، جب گندم کا ڈیڑھ روپے فی من ریٹ تھا۔ مولانا خلیل احمد صاحب اس دن سے لے کر تا وفات اوڈانوالہ مدرسہ میں بطورِ مدرّس مقیم رہے اور مدرسہ سے وفاداری کا حق ادا کردیا۔

اندازِ تدریس: اَسباق کا مطالعہ کرتے، پوری تیاری سے پڑھاتے، ابتدائی کتابیں شروع کیں اور انتہائی کتب تک تدریس کی مسند سنبھالی۔ قدرت نے حافظہ، ذوق، شوق اور خلوص سے حصہ وافر عطا فرمایا تھا، طلبہ کو ہر طرح سے مطمئن کرتے۔ اسباق اور حدیث کی عبارت سنتے۔ اعرابی اغلاط کی اصلاح کرتے۔ کسی مسئلے میں حوالے کی ضرورت ہوتی تو کتاب منگوا کر تحقیق کرتے۔ مسلک اہل حدیث سے محبت اور کتاب و سنت کے دلائل بڑی خوش اُسلوبی واضح کرتے۔ طلبہ کے ساتھ مشفقانہ رویہ رکھتے۔ اساتذہ، علما اور مصنّفینِ کتب کا ذکر احترام سے کرتے۔ ضروری بات طلبہ کو نوٹ کرنے کی تلقین کرتے۔ یہی تصور جاگزیں تھا اور جس کی تلقین کرتے تہ کہ!

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جس سے ملے جہاں سے ملے جس قدر ملے

کتابوں کے حوالے اور بعض ضروری، مفید نوٹ شروع کتاب میں درج کرتے۔ اِصلاحات حواشی میں لکھتے۔ علمی تاریخی اور ضروری معلومات بحوالہ کتاب مع جلد اور صفحہ ڈائری میں لکھتے۔

اُمورِ طلبہ کی نگرانی: طلبہ کے علاج، لباس، خوراک اور رہائش کا انتظام آپ کے ذمے تھا۔ اس خدمت کو بڑی ذمہ داری اور خوشی سے نبھاتے رہے۔ طلبہ کے ذاتی معاملات اور مسائل میں ان کی مناسب رہنمائی کرتے۔ ادارہ میں تقریب، اجتماع اور جلسہ میں مطبخ اور مہمانی کے فرائض بھی آپ کے ذمہ ہوتے جسے خوش اُسلوبی سے اَدا کرتے، عموماً ہر سال فارغ ہونے والے طلبہ کی دعوت کرتے۔

خطابت: آپ سادہ، عام فہم، قرآن وحدیث سے مدلّل پنجابی اشعار سے مزین خطاب کرتے۔ گاؤں کے احباب اور ارد گرد کے دینی ساتھیوں سے گہرا تعلق اور ربط رکھتے۔ شادی اور غمی میں شریک ہوتے اور مناسب حد تک معاون بنتے۔ موقع کی مناسبت سے ہلکی پھلکی شاعری کر لیتے۔ گذشتہ دنوں سند کی اہمیت پر جامعہ محمدیہ، لوکوورکشاپ، لاہور میں مقالہ بزبانِ عربی پیش کیا۔

شادی: ۱۹۷۰ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ تین بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں جن میں سے چار شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ بڑا بیٹا عالم دین ہے۔ مولوی عطاء الرحمٰن جو کہ اوڈانوالہ سے فارغ التحصیل ہیں اور جامعہ تعلیم القرآن سمندری میں ۱۲ سال مدرّس اور منتظم رہے اور اب اُنہیں دارالعلوم اوڈانوالہ میں اُستاذ مقرر کر دیا گیا ہے اور اللہ کے فضل و کرم سے صاحبِ اولاد ہیں۔ مولانا مرحوم کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالوہاب جامع مسجد اہلحدیث لیہ میں امام وخطیب ہیں۔

اَسناد: مولانا کے پاس اوڈانوالہ مدرسہ اور مولانا محمد یعقوب ملہوی کی ذاتی اسناد تھیں۔ گوجرہ میں دورہ تفسیر کیا، وفاق المدارس کی العالیہ کی سند پر لاہور میں ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء میں تعلیم اللغة العربية والثقافة الإسلامية کے عنوان سے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے دوماہ کی ورکشاپ منعقد کرائی، اس میں بھی شریک ہوئے اور سند حاصل کی۔

آپ کے شاگرد: دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈانوالہ، ضلع فیصل آباد میں مولانا نے ۴۳،۴۲ سال بطورِ مدرّس خدمات سر انجام دیں۔ کثیر تعداد میں طلبہ آپ سے مستفید ہوئے جو مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ ہیں اور ملک کے اطراف واکناف میں دین اسلام کی خدمت اور علومِ اسلامیہ کی ترویج کر رہے ہیں۔

ذاتی کتب خانہ: دینی اور نصابی کتابیں، علما اور مدرّسین کا زیور اور اسلحہ ہیں۔ یہ زندگی میں بہترین اور بے ضرر ساتھی ہیں۔ مولانا کے پاس ذاتی کتب خانہ تھا جس میں تفسیر، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ اور اَحکام کی وقیع اور معتبر کتب جمع کیں اور مستقل الماریوں میں عمدہ سلیقے اور مرتب انداز میں محفوظ کیا۔ اَحادیث کے حوالے خوب ازبر تھے۔

مہمان نوازی: نرم طبیعت، دل نشین اندازِ گفتگو اور محبت و اُلفت سے سرشار دل رکھتے تھے۔ ہمسایوں، رشتہ داروں اور تعلق داروں کے دکھ درد اور خوشی غمی میں شریک ہوتے۔ ہر مہمان کی خاطر مدارت کرتے۔ ہلکا پھلکا مزاح اور خوش طبعی سے شاداں اور فرحاں رہتے اور ساتھیوں کو بھی

رکھتے۔ آپ قناعت اور سادگی میں بہت سے لوگوں کے لئے بہترین مثال تھے۔

امانت و دیانت: ذاتی ڈائری میں اکثر آمد و خرچ کا حساب لکھتے۔ خصوصاً مدرسہ اور طلبہ کی ہر چیز کا اِندراج کرتے۔ امانت کی حفاظت اور اس کی کماحقہ ادائیگی کرتے۔ تعاون مدرسہ/ چندہ کا مکمل حساب بر وقت جمع کرواتے۔ بیرونی سفیروں، محتاجوں اور حاجت مندوں کے لیے تعاون کی مؤثر اپیل کرتے۔ کسی کی تکلیف اور صدمہ سے بے چین ہوتے اور اس کی دل جوئی کرتے کیونکہ ع

نہ ہو جس دل میں دردِ قوم وہ بھی کوئی دل ہے
نہیں وہ دل نہیں بے درد کے سینہ میں اِک سِل ہے

علالت اور سفر آخرت: ہرنیا کا کئی دفعہ آپریشن ہوا، گزشتہ سال بائیں جانب فالج کا حملہ ہوا جس سے آپ کو شفا ہو گئی۔ جگر کی تکلیف ہوئی جس کا علاج جاری تھا کہ دوبارہ فالج کی تکلیف ہو گئی۔ چند دن عزیز فاطمہ ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ ۱۷ فروری ۲۰۱۱ء بروز جمعرات گھر واپس آگئے۔ علاج جاری رہا، کمزوری بہت ہو گئی۔ کچھ طبیعت سنبھل رہی تھی کہ اَچانک ۲۴ فروری ۲۰۱۱ء بمطابق ۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۲ھ بروز جمعرات صبح پانچ بجے آخری وقت آن پہنچا۔ معمولی سی ہچکی آئی اور کھچاؤ پیدا ہوا کہ روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اسی دن عصر کے بعد آپ کی نمازِ جنازہ مولانا حافظ محمد امین نے پڑھائی۔ یہ جنازہ واقعی مثالی تھا۔ دور دور سے علما، طلبا، احبابِ جماعت اور واقف حضرات شامل ہوئے۔ رشتہ دار بھی بروقت پہنچ گئے۔ مغرب سے پہلے آپ کے جسد خاکی کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔

درخواستِ دعا: علما کرام، عزیز طلبا اور محترم قارئین سے اپیل ہے کہ مولانا مرحوم کی مغفرت اور بلندئ درجات کی دعا کریں۔ ان کی خدمات اور حسنات کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے در گزر فرمائے۔ ادارہ کو ان کا نعم البدل عنایت فرمائے اور ورثا خصوصاً مولانا عطاء الرحمن کو اللہ تعالیٰ مرحوم کا حقیقی جانشین بنائے اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے!

مضى صاحبي واستقبل الدهر مصرعي
ولا بد أن القى حمامي فاصرعا

"میرا ساتھی چلتا بنا، اب زمانہ میری موت کے درپے ہے۔ میری موت کا آنا بھی یقینی ہے اور مجھے گرا دیا جائے گا۔"

سپاسِ تعزیت از ادارہ اور اہل خانہ: مولانا خلیل احمد کی تیمارداری اور تعزیت کرنے والے تمام علما، طلبا اور اہل اسلام کا ہم دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس حوصلہ افزائی پر ادارہ اور مولانا مرحوم کے اہل خانہ ان کے ممنون ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر اور اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین!